حسینیؑ تحریک کے محرکات ومقاصد

حجۃ الاسلام مولانا سید فدا حسین بخاری۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے طاغوت وقت یزید بن معاویہ کے خلاف قیام کیا۔ اپنی، اپنے عزیزوں اوراپنے اصحاب کی جانوں کو قربان کیا۔ اتنی عظیم الشان قربانی جس کی مثال تاریخ انسانیت میں نہیں ملتی، پیش کی۔ اتنی بڑی قربانی کے لئے محرکات ومقاصد بھی بڑے ہونے چاہیں، جن کی خاطر امامؑ نے اتنا بڑا اقدام کیا ہے، مورخین، سیرت نگاروں اور علمائے کرام نے بیسیوں کتابیں اس موضوع پر لکھی ہیں۔ ہم اس مختصر سے مقالہ میں کوشش کریں گے کہ خود امام حسین علیہ السلام کے اقوال کی روشنی میں امامؑ کے وہ عظیم مقاصد سمجھیں، کیونکہ تحریک کے اغراض ومقاصد کی وضاحت خود امام عالی مقام سے بہتر کون کرسکتا ہے؟

1) بیعت کا مطالبہ

امامؑ کے قیام کے اسباب ومحرکات میں سے ایک سبب یزید کا امام حسینؑ سے مطالبہ بیعت ہے اور امام کا بیعت سے انکار کرنا ہے۔ اس کی دلیل میں ہم وہ اقوال پیش کرتے ہیں جو امامؑ نے مختلف مواقع پر ارشاد فرمائے، جب ان سے یزید کی بیعت کا مطالبہ کیا گیا چنانچہ مدینہ کے گورنر ولید کی مجلس میں امامؑ نے فرمایا: ”اے امیر! ہم اہل بیت نبوت اور معدن رسالت ہیں۔ ہمارے گھر میں فرشتوں کی آمد ورفت رہی۔ ہم محل نزول رحمت خدا ہیں۔ خداوند عالم نے ہم سے ہی آغاز کیا ہے اور ہم سے ہی اختتام کرے گا۔ یزید شرابی ہے۔ قاتل نفس محترمہ ہے مجھ جیسا اس جیسے کی بیعت نہیں کیا کرتا“۔ امام علیہ السلام نے مدینہ میں اپنی پہلی statement اور پہلے بیان میں حق وباطل کو جدا جدا کر کے بتا دیا۔ اپنا تعارف کروادیا کہ ہم کس شان کے مالک ہیں اور یزید کی اوقات بھی بتا دی کہ وہ کس پستی میں گرا ہوا ہے اور اصول بھی بتا دیا کہ مجھ جیسا اس جیسے کی بیعت نہیں کرسکتا (مثلی لا یبایع مثلہ) یعنی جو بھی حسینی ہوگا وہ کبھی یزید کی بیعت نہیں کرے گا۔ ایک دوسرے مقام پر جب مروان الحکم نے امامؑ کو یزید کی بیعت کا مشورہ دیا تو امامؑ نے فرمایا: ” انا للہ و انا الیہ راجعون اذ بلیت الامۃ براع مثل یزید ولقد سمعت جدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول الخلافۃ محرمۃ علی آل ابی سفیان“ ۔امامؑ نے کلمہ استرجاع بڑھتے ہوئے جو مصیبت کے پڑھا جاتا ہے، پڑھ کر بتایا کہ اسلام اور مسلمانوں پر بہت بڑی مصیبت (یزید کی حکومت کی شکل میں آن) پڑی ہے، فرمایا: اگر یزید جیسا شخص امت کا راعی اور رہبر ہو تو پھر اسلام کی فاتحہ پڑھ لو۔ میں نے اپنے نانا رسول کریمؐ سے سنا ہے کہ خلافت آل ابی سفیان پر حرام ہے۔

امامؑ کا اپنے بھائی محمد حنفیہ کو جواب :

جناب محمد حنفیہ نے امامؑ کو خیر خواہی کے طور پر دور دراز مقام کی طرف چلے جانے کا مشورہ ،

دیا تو امامؑ نے فرمایا: ''اے بھائی! اگر دنیا میں میرے لئے کوئی بھی پناہ گاہ نہ ہو تب بھی میں یزید کی بیعت نہیں کروں گا''۔

امامؑ سے بیعت لینے کے لئے یزید اور یزیدیوں نے اپنے ظلم کی انتہاء کردی، لیکن حسینؑ کے انکار کو اقرار میں نہ بدل سکے۔ یہی لا الہ الا اللہ کی حقیقت ہے۔ طاغوت کا انکار اور وحدہ لاشریک کا اقرار۔

شاعر مشرق علامہ اقبال کہتے ہیں:

رمز قرآن از حسین آموختیم

زآتش او شعلہ ھا اندوختیم

2) تحریک حسینی کا دوسرا اہم محرک وسبب

یہ عوامل میں سے اہم عامل بھی ہے اور قیام حسینی کا اہم مقصد بھی ہے، بلکہ بعض مفکرین کے نزدیک تو یہ قیام امامؑ کا بنیادی مقصد ہے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے، یعنی لوگوں کو نیکی کی طرف دعوت دینا اور برئیوں سے روکنا۔ اگر یہ اصل معاشرے سے محو ہوجائے تو آہستہ آہستہ نیکیاں محو ہوجاتی ہیں اور برائیاں غلبہ پالیتی ہیں۔ بنی امیہ کی حکومت نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو معاشرے سے نہایت کم رنگ، بلکہ ختم کردیا تھا اور زمانہ جاہلیت کے رسم ورواج اور قبائلی تعصب کو رائج کردیا تھا۔ خلافت کو شہنشاہیت اور ملوکیت میں بدل دیا تھا۔ حلال محمدؐ کو حرام اور حرام محمدؐ کو حلال قرار دیا جارہا تھا، نوبت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ یزید جو مسلمانوں کا خلیفہ بن بیٹھا تھا۔ رسول پاکؐ کی رسالت کا انکار کررہا تھا اور یہ کہتا ہے کہ نہ کوئی وحی آئی ہے اور نہ کوئی فرشتہ، یہ تو بنی ہاشم نے حکومت حاصل کرنے کے لئے ڈھونگ رچایا جارہا ہے۔

ایسے حالات میں حضور اکرمؐ کے نواسے دین کے حقیقی وارث امام حسینؑ سے بڑھ کر کون ہوسکتا تھا جو فریضہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر ادا کرے اور رسول کی سنت کو زندہ کرے۔

چنانچہ امامؑ کی وصیت جو انہوں اپنے بھائی محمد بن حنفیہ کے سپرد کی، اس میں امامؑ فرمایا: ''انی لم اخرج اشراً و لا بطراً و لا مفسداً و لا ظالماً و انما خرجت لطلب الاصلاح فی امة جدی، ارید ان آمر بالمعروف انھیٰ عن المنکر و اسیر بسیرة جدی و ابی علی بن ابی طالب''۔

میں اس لئے قیام نہیں کررہا کہ فتنہ وفساد پھیلاؤں، بلکہ میرا قیام اس لئے ہے کہ میں اپنے نانا کی امت کی اصلاح کروں اور سنت رسولؐ اور اپنے بابا امیر المؤمنینؑ علی ابن ابی طالب کی سیرت کو زندہ کروں۔ امامؑ کے قیام کا مقصد سنت رسول ص کا احیاء اور بدعنوانیوں کا خاتمہ تھا امر بالمعروف کے متعلق قرآن مجید میں ارشاد ہے:

''کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر و تومنون باللہ''۔ (سورہ آل عمران آیت ۱۱۹)

تم بہترین امت ہو جسے انسانوں کے لئے لایا گیا ہے، تم نیکیوں کا حکم دیتے ہو اور برائیوں سے روکتے ہو اور اللہ پر تمہارا ایمان ہے۔

امام عالی مقامؑ اس آیہ کریمہ کے اتم وکامل مصداق ہونے کا ثبوت فراہم کیا اور اس آیت کا حق ادا کردیا۔

3) حکومت اسلامی کا قیام

رسول پاکؐ نے مدینہ میں آکر حکومت اسلامی کی تشکیل کی اور خود سربراہ حکومت بنے۔ رسول پاک کی رحلت کے بعد خلفائے اسلام آئے، خود امیر المومنینؑ نے تقریباً پانچ سال تک حکومت کی، ان کے بعد حضرت امام حسن علیہ السلام چھ ماہ تک حکومت کے سربراہ رہے، حکومت کا سربراہ ہونا کوئی شجرہ ممنوعہ نہیں ہے، بلکہ شریعت کا مکمل نفاذ اس وقت ہو ہی نہیں سکتا، جب تک حکومت اسلامی نہ ہو۔ امام حسین علیہ السلام کے لئے اگر حالات سازگار ہوتے اور لوگ ان کا ساتھ دیتے تو وہ بھی خلافت کو اپنے ہاتھ میں لیتے۔ امام عالی مقامؑ کی خواہش تھی کہ اللہ کی زمین پر اللہ کے قانون کی حاکمیت ہو اور یہی خواہش ہر امام کی تھی، امام مہدیؑ کے ہاتھوں یہ خواہش پایہ تکمیل تک پہنچے گی اور پھر ہم امام علیہ السلام کی وصیت کو دیکھتے ہیں جس میں وہ ارشاد فرماتے ہیں: ''میرا ارادہ یہ ہے کہ میں اپنے نانا رسول خداؐ کی سنت کو زندہ کروں اور اپنے بابا علی علیہ السلام کی سنت بھی ہے اور سیرت بھی۔ اور پھر جو خط آپؑ نے بصرہ کے لوگوں کے نام تحریر فرمایا ہے اس سے بھی یہ بات واضح ہوجاتی ہے۔ خط کا متن جس کو تاریخ طبری جلد ۷، مقتل ابو مخنف ص ۲۳، مقتل مقرم ص ۱۵۹ نے نقل کیا ہے، کچھ اس طرح سے ہے: بسم اللہ الرحمن الرحیم حسین ابن علی کی طرف سے، خداوند عالم نے اپنی تمام مخلوقات میں سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منتخب فرمایا۔ آپ کو نبوت و رسالت کا شرف بخشا پھر عزت کے ساتھ آپ کو اپنی بارگاہ میں طلب کرلیا حضرت محمدؐ نے بندگان خدا کی ہدایت کی اور پیغامات الہی کی تبلیغ کی (اب ان کے بعد) ان کے اہل بیتؑ اور ان سے سچی محبت کرنے والے ان کی جگہ کے (دوسروں کی نسبت) زیادۃ حقدار ہیں۔ ایک قوم نے ہم پر زبردستی حکومت کی، لیکن فتنہ وفساد کو برا سمجھتے ہوئے اور امن وسکون (اور اہم مصلحت) کی خاطر ہم نے ن کی حکومت تسلیم کی اور خاموش رہے، مگر اب تمہارے پاس یہ خط بھیجتا ہوں اور تم کو خدا کی کتاب اور اس کے نبیؐ کی سنت کی طرف دعوت دیتا ہوں، اگر میری بات سنو اور میری پیروی کرو تو میں ضرور تم کو ہدایت کا راستہ دکھاؤں گا۔

بصرہ کی اہم شخصیات کے نام اس خط میں امامؑ نے فرمایا ہے کہ گزشتہ خلفاء کی صورت حکومت کو ہم نے اسلام اور مسلمین کی مصلحت کی خاطر تحمل اور صبر کیا ہے، آج اسی ''مصلحت'' کا تقاضا ہے کہ ہم قیام کریں اگر اس وقت خاموشی اختیار کی گئی تو وہ مصلحت ہی ختم ہوجائے گی۔

امامؑ نے اپنے اس خط میں مسئلہ امامت وخلافت کو پیش کیا ہے۔ رسول پاکؐ کی حدیث ہے: ''الحسن و الحسین امامان قاما او قعدا''۔ حسن اور حسین دونوں امام ہیں، خواہ قیام کریں، خواہ بیٹھے رہیں، یعنی قیام نہ کریں۔ ہمیں حسین علیہ السلام کی معرفت کے ساتھ ساتھ ان کے مقصد یعنی ''حسینیت'' کی معرفت کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ مقالے کا اختتام

:سید العلماء کے کلام سے کرتے
ہیں۔ وہ اپنی کتاب ''شہید انسانیت'' میں فرماتے ہیں: عام طور پر واقعہ کربلاء کو ایک ایسے غمناک حادثہ کی حیثیت سے دیکھا جاتا ہے کہ جس پر ہمارا آنسو بہانا اور اظہار رنج وملال کرنا ہو اور بس۔ مگر یہ تو فطری تقاضائے انسانیت ہے، اس کو مقصد حسین یا اصل مفاد واقعہ کربلا سمجھنا کسی طرح درست نہیں ہے۔

حسین کا بلند نصب العین ہم سے کچھ اور چاہتا ہے۔ وہ یہ کہ ہم اپنی سیرت زندگی کو حسینی سیرت کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کرتے رہیں۔

امام حسینؑ کو اس اعتبار سے نجات دہندہ سمجھنا غلط ہے کہ آپ نے اپنے معتقدین کو فرائض کی واجبی پابندی سے کلیۃً آزاد کردیا اور (معاذ اللہ) خود ان کے گناہوں کے کفارہ کے طور پر شہید ہوگئے اور یہ سمجھنا بھی کہ امام حسینؑ نے گناہگاران امت کے لئے شہادت اختیار کی، اس معنی مین ہرگز صحیح نہیں ہوسکتا کہ گویا آپ نے ہم کو گناہوں کے ارتکاب کا جواز عطا کردیا، اگر اس طرح کا عقیدہ رکھتا ہے تو اپنی غلط ذہنیت کی بنا پر شہادت حسینؑ کے مقصدِ حقیقی کو فراموش کرنے کے درپے ہوتا ہے۔

امام حسینؑ یقیناً نجات دھندہ امت ہیں، باین معنی کی آپ نے نجات کا راستہ نمایاں کردیا اور ایک ایسی جماعت کی بقاء کا سامان کردیا جو اپنے عمل سے نجات کی حقدار ہو۔

اگر امام حسینؑ کا کربلا کا جہاد نہ ہوتا تو دین وشریعت کی اصل صورت رخصت ہوجاتی۔ بادشاہوں کی سیرت الہیہ قراردی جاتی اور ان کی تقلید ہی معیار نجات سمجھی جاتی۔ اس طرح امت اسلامیہ ابدی ہلاکت میں مبتلا ہوتی۔ امام حسینؑ نے اپنے اسوہ حسنہ سے ہم کو نجات کے قابل بنا دیا۔ امام حسینؑ نے ہمارے قوائے عمل کو معطل وشل نہیں کیا، بلکہ آپ کا اسوہ حسنہ ہمارے لئے بہترین محرک عمل ہوسکتا ہے اللہ تعالی ہمیں مقصد امام حسینؑ سمجھنے اور عمل پیرا ہونے کی توفیق دے۔

☆☆☆☆☆